۱۲؍ دسمبر ۱۹۱۳ء

خطبہ جمعہ

تشہد و تعوذ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیت کی تلاوت فرمائی۔

وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتَابَ وَ قَفَّيْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ وَ اٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ وَ اَيَّدْنَاهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ اَ فَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ وَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ (البقرۃ:۸۸)۔

اور پھر فرمایا:۔

کیسا اللہ کا فضل اور اس کا رحم اور اس کی غریب نوازی ہے کہ ہمیشہ اپنا پاک کلام ہماری تہذیب کے لئے بھیجتا رہتا ہے۔ اگر کسی آدمی کے نام وائسرے یا حاکم یا کسی امیر کا خط آجائے تو وہ اس سے بڑا خوش ہوتا ہے اور اس کی تعمیل کو بہت ضروری سمجھتا ہے اور اس کی تعمیل کرتا ہے۔ مگر قرآن کریم جو رب العالمین اور تمام جہان کے مالک و خالق کا حکم نامہ ہے اس کی لوگ پرواہ نہیں کرتے اور ہمیشہ اس

کی مخالفت کرتے ہیں۔

کوئی موسیٰ پر ہی مدار نہ تھا۔ وَ قَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ اس کے بعد بھی رسول آتے رہے۔ سلیمانؑ، داوٗدؑ بھی اس کے بعد ہی آئے۔ عیسیٰ بن مریم کو بھی کھلے کھلے نشانات اور تعلیمیں جن پر کوئی اعتراض نہ آتا تھا دیئے۔ وہ اخلاقی تعلیم تھی، مان لیتے تو کیا حرج تھا۔

پھر جب تعلیم آئی بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ تم اسے پسند نہیں کرتے اور اسے اپنے مناسب حال بناتے ہو۔ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ ایک کو تو تم نے جھٹلایا وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ اور ایک کو اب بھی قتل کرنا چاہتے ہو۔

وَ قَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ (البقرۃ:۸۹)۔ عربی زبان میں نامختون کو غُلْفٌ کہتے ہیں اور عرب لوگ نامختون کو اچھا نہ جانتے تھے مگر انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ کے لئے اس لفظ کو بھی اپنے لئے پسند کیا اور کہا کہ ہمارے دل نامختون ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ (البقرۃ:۸۹) یہ تمہارے کفر کے سبب تم پر لعنت ہوئی۔

وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ (البقرۃ:۹۰) جب ان کے پاس اللہ کی کتاب آئی جو اس کتاب کی اور پیشگوئیوں کی تصدیق کرتی ہے جو تمہارے پاس ہیں۔ تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد آمد کی خبر دے رہے تھے۔ جیسا میں نے اپنے زمانہ میں دیکھا کہ لوگ مہدی کے لئے رو رو کر دعائیں کرتے تھے مگر وہ آیا بھی اور چلا بھی گیا مگر کسی کو خبر نہ ہوئی۔ اس کے مریدوں میں بھی طرح طرح کی بدمعاملگیاں اور فریب، دھوکہ بازی اور چالاکیاں ہیں۔ یہ کیا ایمان ہے؟ اصل بات یہ ہے فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ (البقرۃ:۹۰)۔ آئے پر انکار ہی ہوتا ہے۔ پھر دل لعنتی ہو جاتے ہیں۔ ان پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ میں نے دیکھا ہے۔ دکاندار غلطیاں کرتے ہیں اور فریب کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم نے بیچ کیا اور اس کا نتیجہ عمدہ ہوگا اور ہمیں نفع ہوگا۔ مگر وہ ان کے لئے اچھا نہیں ہوتا اور وہ ان کے لئے فائدہ مند نہیں ہوتا۔

میرا جی چاہتا ہے کہ تم اب بھی توبہ کر لو مگر ایسی توبہ نہیں کہ اگر پھر کبھی ارغد عیش مل گیا تو پھر وہی خراب حالت کر لی اور کہا کہ پھر توبہ کر لیں گے۔ کسی نے خوب اس کے مناسب حال مصرع کہا ہے۔ ع

معصیت را خندہ می آید ز استغفار ما

ہماری استغفار ایسی ہے کہ گناہ بھی اس سے ہنستے ہیں۔ انگریزوں کی سالہا سال سے کمپنیاں چل رہی ہیں۔

وہ کیسے اتفاق سے کام کرتے ہیں۔ مگر تم میں سے دو آدمی بھی مل کر اتفاق سے دکان نہیں کر سکتے۔ اللہ کی مدد طلب کرنا اور استغفار بہت کرنا چاہئے۔ مگر استغفار کا مطلب تو یہ ہے کہ میں یہ کام پھر کبھی نہیں کروں گا۔

میں ابھی اور بولنا چاہتا تھا۔ مگر سرد ہوا سے کھانسی شروع ہو گئی ہے اور اب مجھے تکلیف ہوتی ہے۔

(الفضل جلد ۱ نمبر ۲۷-- ۱۷/ دسمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۱۵)

☆-☆-☆-☆